سوموار 18 نومبر 2002ء 12 رمضان 1423 ہجری-18 نبوت 1381 ہش جلد 52-87 نمبر 263

صبر کا لباس

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

الصبرُ رِدَائِی

صبر میری چادر ہے

(الشفاء - قاضی عیاض - جلد اول ص 86)

حضرت مسیح موعود صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے- اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی- اب تک ان میں سے ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجالاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے- حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی- بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق و صفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے - اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں- اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے - خدا کے سلسلے میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیاداری کم نہیں ہوتی - لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے- کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا- اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں- لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا- اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں- خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس (-) مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے- یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے- کامل انسان بننے سے روکتی ہے- اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہوں گے- مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں- کہ یہ نمونہ دکھائیں گے-

(تذکرۃ الشہادتین - روحانی خزائن جلد 20 ص 57-58)

حضور انور کی صحت کے بارہ میں تازہ رپورٹ

(مرسلہ: محترم ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں 15 نومبر 2002ء کی اطلاع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی صحت آہستہ آہستہ بحال ہو رہی ہے الحمدللہ- حضور انور باقاعدہ ڈاک ملاحظہ فرما رہے ہیں اور ان پر ہدایات جاری فرماتے ہیں- احباب جماعت اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعاؤں، صدقات اور نوافل کا سلسلہ جاری رکھیں- اللہ تعالیٰ حضور انور کو مکمل صحت کے ساتھ لمبی کام کرنے والی عمر عطا فرمائے- آمین یارب العالمین

فیصل آباد اور رحیم یار خان میں دو مخلص احمدیوں کو قربان کر دیا گیا

مکرم عبدالوحید صاحب کو خنجر سے اور مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو گولی سے قتل کیا گیا

احباب جماعت کو نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ دو مخلص اور فدائی احمدی گزشتہ چند دنوں میں شہید کر دیئے گئے- ان میں سے ایک مکرم عبدالوحید صاحب کریم نگر فیصل آباد مورخہ 14 نومبر 2002ء کو جبکہ معروف آرتھوپیڈک سرجن مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب سیکرٹری امور عامہ ضلع رحیم یار خان مورخہ 15 نومبر 2002ء کی صبح اپنے خالق حقیقی سے جا ملے- قربان ہونے والے ان دونوں مخلص احمدیوں کی نماز جنازہ اور تدفین ربوہ میں ہوئی ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ذیل میں درج کی جا رہی ہے:-

مکرم عبدالوحید صاحب

مکرم عبدالوحید صاحب ابن مکرم عبدالستار صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد و ناظم عمومی کریم نگر فیصل آباد مورخہ 14 نومبر 2002ء صبح ساڑھے دس بجے گوشت کی خریداری کے لئے اسلام نگر بازار گئے وہاں ایک معاند احمدیت سید امتیاز حسین شاہ نے خنجر سے حملہ کر دیا- قریباً نصف گھنٹہ وہ موقع پر ہی اکیلے تڑپتے رہے ان کے بھائی کو اطلاع ملی تو وہ الائیڈ ہسپتال لے کر گئے لیکن جاتے ہی اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے- ان کی عمر 31 سال تھی-

مورخہ 15 نومبر بعد نماز جمعہ بیت اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی- اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی دعا کروائی- آپ کے جنازہ میں کثیر احباب جماعت نے شرکت کی- قبل ازیں اسی دن صبح ساڑھے دس بجے کریم نگر فیصل آباد میں آپ کی نماز جنازہ مکرم شیخ مظفر

باقی صفحہ 8 پر

تہجد گزار پیدا ہو گئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 دسمبر 1985ء کو وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے وقف جدید کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

''دیہاتی جماعتوں میں علم کی کمی کی وجہ سے تربیتی لحاظ سے کمزوری بھی جلد پیدا ہو جاتی ہے- لیکن عام طور پر اخلاص کا معیار اور اطاعت کا معیار بلند ہے اس لحاظ سے کمزوری جتنی جلد پیدا ہوتی ہے- اتنی جلدی دور کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں- چنانچہ عملاً جہاں نمازی دس فیصد بھی نہیں تھے وہاں چند مہینوں کی کوشش سے تہجد گزار پیدا ہونا شروع ہو گئے- (ضمیمہ انصار اللہ جنوری 1986ء)

(ناظم ارشاد وقف جدید- ربوہ)

تاریخ احمدیت منزل بہ منزل

مرتبہ ابن رشید

دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر

1948ء ①

یکم جنوری قادیان میں سب دکانداروں نے درویشوں کے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ اور ہر قسم کا سودا سلف بند کر دیا گیا۔ یہ بائیکاٹ 26 جنوری تک جاری رہا۔

10 جنوری حضور نے لاہور میں لیکچر ارشاد فرمایا۔ موضوع تھا بحری طاقت اور سیاست کے لحاظ سے پاکستان کا دفاع۔

11 جنوری حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ پاکستان اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر پر بحث کے لئے نیویارک جا رہے تھے اس موقع پر حضور نے 11 جنوری کو چوہدری صاحب کو نہایت قیمتی نکات پر مشتمل اہم مکتوب بھجوایا۔ نیز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی متعدد حوالے اور کتب چوہدری صاحب کو فراہم کیں۔

12 جنوری سوئٹزرلینڈ کی پہلی روح نے احمدیت قبول کی۔ اس خاتون کا نام محمودہ رکھا گیا۔

12 جنوری قادیان کے اہل علم و قلم درویشوں نے ''بزم درویشاں'' کے نام سے ایک علمی مجلس قائم کی جس کا مقصد فن تقریر سکھانا اور علمی قابلیت میں اضافہ کرنا تھا۔

17 جنوری حضور نے لاہور میں لیکچر ارشاد فرمایا موضوع تھا ''پاکستان کا آئین'' صدارت سر شیخ عبدالقادر نے کی۔

20 جنوری شیخ ناصر احمد صاحب نے سوئٹزرلینڈ میں تبلیغی جلسوں کا ایک سلسلہ جاری کیا جس میں تقاریر کے بعد سوال و جواب کی مجلس منعقد ہوتی رہی۔

جنوری مکرم عبداللطیف شاہد صاحب گجراتی نے لاہور سے ماہنامہ تعلیم القرآن المجید و تعلیم تربیت جاری کیا جس کا مقصد قرآن کریم اور عربی کی تعلیم کو عام کرنا تھا۔

جنوری بھارت میں ہندو پریس جماعت کے خلاف گمراہ کن اور زہریلا پروپیگنڈہ کرتا رہا جس کی متعلقہ ادارے تردید کرتے رہے۔

جنوری نور ہسپتال 47ء میں احمدیوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا۔ اس کے بعد پہلے میجر ڈاکٹر محمود احمد صاحب اور پھر جنوری 48ء سے کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب احمدیہ شفا خانہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے جس سے کثرت سے غیر مذاہب کے لوگ بھی مستفید ہوتے رہے۔ پہلے سال آؤٹ ڈور مریضوں کی تعداد 31246 تھی۔

14 فروری تحریک جدید پاکستان کی رجسٹریشن کے لئے درخواست دی گئی۔

14 فروری تا **20** مارچ حضور کا سفر سندھ و کراچی

15 فروری حضور کی میرپورخاص میں آمد۔ شام کو اسیران راہ مولیٰ سے حضور کی ملاقات جو 6 ماہ سے قید تھے۔

16 فروری ناصر آباد اسٹیٹ میں حضور کی آمد۔ قریباً 3 ہفتہ قیام۔

19 فروری تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کی رجسٹریشن ہوئی۔

3 مارچ مکرم مولانا رشید احمد صاحب چغتائی نے عمان اردن میں احمدیہ مشن کی بنیاد ڈالی۔ اردن کے سب سے پہلے احمدی الکرک کے مشہور قبیلہ المعایطہ کے سردار کے بڑے لڑکے السید عبداللہ الحاج محمد المعایطہ اور ان کے خاندان کے بعض افراد تھے۔

11 مارچ ناصر آباد سندھ سے حضور کی واپسی کے لئے روانگی۔

12 مارچ حضور کی کراچی میں آمد۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے جماعت کو بیت الذکر مہمان خانہ اور لائبریری کے لئے موزوں قطعہ تلاش کرنے کی تحریک فرمائی۔

14 مارچ حضور نے استحکام پاکستان کے موضوع پر خالق دینا ہال کراچی میں تقریر فرمائی (اس سے قبل آپ سیالکوٹ اور جہلم میں تقاریر فرما چکے تھے) صدارت چیف جسٹس سندھ چیف کورٹ نے کی۔

دعوت الی اللہ کے سنہری گر

(54)

پر حکمت نصائح ایمان افروز واقعات

مرتبہ: عبدالستار خان صاحب

لافانی خوشبو

محترم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب (مرحوم) مربی سپین ایک مثالی اور پر جوش داعی الی اللہ تھے۔ ایک معمولی سی ریڑھی پر سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر اور عطر رکھ لیتے۔ عطر فروخت کرنے کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کرتے۔ 1957ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) اور محترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب سپین تشریف لے گئے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''بہت عرصہ پہلے مجھے سپین میں آنے کا موقع ملا اور میں نے اپنی آنکھوں سے وہ نظارہ دیکھا جو ہمیشہ کے لئے میرے دل پر نقش ہو گیا۔ ایک معمولی سی ریڑھی تھی جس پر خود عطر بنا کردہ عطر بیچ کر اپنا گزارہ بھی کرتے تھے اور دعوت الی اللہ کا کام بھی کرتے تھے۔ (۔) عطر کے ساتھ انہوں نے ایک چھوٹا سا سپرے پمپ بھی رکھا ہوا تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ ''دیکھو! اس طرح دعوت الی اللہ کرتا ہوں''۔ پمپ سے سپرے کرتے تھے اور کچھ لوگ اکٹھے ہو جاتے تھے شوق اور تعجب میں۔ مشرقی قسم کی خوشبو کا ویسے ہی ایک دلچسپی پیدا ہو جاتی تھی اور سپرے کرتے ہوئے اس وقت جو ہم نے نظارہ دیکھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ دیکھو! یہ کتنی اچھی خوشبو ہے۔ لیکن یہ خوشبو تو زیادہ دیر تمہارے ساتھ نہیں رہے گی۔ یہ تو کپڑوں میں رچ بس کے بھی آخر ڈھل کر ضائع ہو جائے گی ایک دو دن' چار دن کی بات ہے۔ میرے پاس ایک اور عطر بھی ہے۔ ایک ایسا عطر بھی جس کی خوشبو لافانی ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اس دنیا میں بھی تمہارا ساتھ دے گی اور اس دنیا میں بھی تمہارا ساتھ دے گی۔ اگر چاہتے ہو کہ اس خوشبو سے متعلق مجھ سے کچھ معلومات حاصل کرو تو میرا یہ کارڈ ہے۔ جب چاہو آؤ۔ مجھے ملو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ وہ خوشبو کیا ہے اور کیسے حاصل کی جاتی ہے؟ بہت سے لوگ وہ کارڈ لے لیتے تھے۔ کچھ عطر خرید کر الگ ہو جاتے تھے اور اس طرح (دعوت الی اللہ) کے رستے نکلتے تھے۔

(الفضل 20 اکتوبر 1982ء)

سادگی اور اخلاص

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جہاں جاتے تھے خدا کے فضل سے بڑی بیعتیں ہوتی تھیں ان کا انداز سادہ تھا مگر بڑے وزن والی بات کیا کرتے تھے ایک جگہ جانے لگے تو چوک میں وہاں کا نمبردار آیا ہوا تھا۔ وہ مل گیا۔ کہنے لگے اچھا اچھا کی حال اے چوہدری صاحب۔ اس نے جواب دیا ٹھیک ٹھاک۔ کہنے لگے احمدیت وچ تینوں کوئی شک آ۔ احمدی کیوں نہیں ہوندا۔ اس نے کہا جی کوئی شک نہیں۔ کہتے اچھا جا کے گاؤں میں جا کر اعلان کر دے کہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس کو بھیج دیا کہ ہم آتے ہیں پیچھے پیچھے۔

وہاں جا کے سب کو اکٹھا کیا۔ نمبردار کو کھڑا کروا دیا سارے گاؤں والوں کو کہا دیکھو یہ تمہارا سب سے بڑا آدمی سب سے زیادہ عقل والا ہے اس نے بیعت کر لی تو تمہیں کیا تکلیف ہے۔ سارا گاؤں احمدی ہو گیا۔ ایسا اثر تھا بات میں کہ حیرت انگیز۔ اللہ تعالیٰ دل کی سادگی اور اخلاص کو قبول کرتا تھا۔

(الفضل 11 ستمبر 1998ء)

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

تبرکات

رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھانے کا طریق

از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

غالباً کوئی (احمدی) کہلانے والا شخص اس بات سے ناواقف نہیں ہوگا۔کہ رمضان کا مہینہ ایک نہایت ہی مبارک مہینہ ہے۔ مگر بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ اس کی برکتوں سے عملاً اور تفصیلاً کس طرح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ بلکہ بعض لوگ تو اس بات سے بھی واقف نہیں ۔ کہ رمضان کا مہینہ کیونکر اور کس وجہ سے مبارک ہے۔اور ظاہر ہے کہ جب تک انسان کو کسی چیز کی برکت کا باعث معلوم نہ ہو اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جب تک انسان کسی بابرکت چیز سے فائدہ اٹھانے کا طریق نہ جانتا ہو۔ اس کے لئے اس کی برکت خواہ وہ کتنی ہی عظیم الشان ہو۔ ایک کھیل بلکہ ایک موہوم چیز سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ اور کیا خوب کہا ہے۔ کہ ؎

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

''یعنی اگر کوئی شخص اپنی جگہ ابن مریم کا مرتبہ رکھتا ہے (جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ بیماروں کو صرف ہاتھ لگا کر اچھا کر دیتے تھے) لیکن مجھے اس شخص سے شفا حاصل نہیں ہوتی۔ اور میرا دکھ ویسے کا ویسا رہتا ہے۔ تو میرے لئے اس شخص کا ابن مریم ہونا کیا خوشی کا موجب ہوسکتا ہے۔ مجھے تو اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ کوئی شخص میرے دکھ کو دور کرے''

ماہ رمضان کی شہادت

قیامت کے دن

بعینہ اسی طرح اگر رمضان کا مہینہ مبارک ہے۔ اور وہ یقیناً مبارک ہے۔ اور بہت مبارک ہے۔ لیکن ہم اس کی برکتوں سے فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ یا نہیں اٹھاتے تو اس کا مبارک ہونا ہمارے کس کام کا ہے بلکہ اس صورت میں یہی مبارک مہینہ قیامت کے دن ہمارے خلاف شہادت کے طور پر پیش ہوگا۔ کہ خدا نے ہمارے لئے اس کا موقعہ میسر کیا۔ مگر ہم پھر بھی اس کی برکتوں سے محروم رہے۔ رمضان کا چاند آیا۔ اور برابر تیس دن تک ہر مومن (۔) کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا پھرا۔ اور اس کے ساتھ خدا کی نعمتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ تھا۔ جسے وہ گویا محض مانگنے پر تقسیم کرنے کو تیار تھا۔ مگر بہت کم لوگوں نے اس کے لئے دروازہ کھولا اور تیس دن کے بعد وہ اپنا بوریا بستر باندھ کر پھر آسمان کی طرف اٹھ گیا۔ اور خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ تیرے بندے تیری نعمتوں کی قدر کو نہیں پہچانتے۔ میں نے تیری طرف سے تیرے ہر بندے کے سامنے تیرے انعاموں کو پیش کیا مگر سوائے چند گنتی کے لوگوں کے میں نے سب کو سوتے ہوئے پایا۔ اور وہ میرے جگانے پر بھی نہیں جاگے۔ میں نے انہیں ہوشیار کیا۔ اور ہلایا۔ اور جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کرنے کی کوشش کی مگر وہ بیدار نہ ہوئے۔ میں نے انہیں آوازیں دیں۔ اور بتایا کہ دیکھو میں تمہارے خدا کی طرف سے تمہارے لئے ایک تحفہ لایا ہوں مگر انہوں نے آنکھ تک نہ کھولی۔ بلکہ میری طرف سے کروٹ بدل کر پھر گہری نیند کے سمندر میں غرق ہوگئے۔ رمضان کے مہینہ کی یہ شہادت جو ہر سست اور غافل اور بے دین شخص کے خلاف قیامت کے دن پیش ہونے والی ہے۔ کس قدر ہولناک اور کس قدر ہیبت ناک اور کس قدر دل ہلا دینے والی ہے۔ مگر پھر بھی بہت ہی کم لوگ خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہیں اور ہم میں سے اکثر کا یہی حال ہے کہ جس حالت میں ہمیں رمضان پاتا ہے۔ اسی حالت میں بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں ہمیں چھوڑ کر واپس چلا جاتا ہے اور ہم اپنے مہربان آقا و مالک سے ویسے کے ویسے ہی دور رہتے ہیں۔

یہ وہ جذبات ہیں۔ جو اس رمضان کے مہینہ میں میرے دل میں پیدا ہوئے۔ بلکہ پیدا ہو رہے ہیں۔ اور میں نے مناسب خیال کیا کہ ایک نہایت مختصر مضمون کے ذریعہ سب سے پہلے اپنے آپ کو اور اس کے بعد اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بتاؤں کہ رمضان کی برکتیں کیا ہیں اور ان سے کس طرح اور کس رنگ میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

رمضان کی سب سے بڑی خصوصیت

سو جاننا چاہئے کہ رمضان کی سب سے بڑی خصوصیت جس کی وجہ سے اسے خدا کی نظر میں خاص برکت حاصل ہے یہ ہے کہ وہ (دین حق) کی پیدائش کا مہینہ ہے۔ کیونکہ جیسا کہ قرآن شریف نے بتایا ہے اور حدیث اور تاریخ سے تفصیلاً ثابت ہے۔ قرآن شریف کے نزول کی ابتداء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی وحی جس نے (دین) کی بنیاد قائم ہوئی۔ رمضان ہی کے مبارک مہینہ میں ہوئی تھی۔ پس یہ مہینہ گویا (دین) کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ یعنی وہ مہینہ جس میں خدا کی آخری اور کامل و مکمل شریعت جس نے خدا کے بھٹکے ہوئے بندوں کو خدا کے قریب تر لانا تھا۔ اور جس کے ذریعہ دنیا میں روحانیت کے دروازے زیادہ سے زیادہ فراخ صورت میں کھلنے والے تھے نازل ہونی شروع ہوئی۔ دنیا میں مختلف قوموں نے اپنے لئے خاص خاص دن مقرر کر رکھے ہیں جو گویا ان کی قومی تاریخ میں خاص یادگار سمجھے جاتے ہیں اور ان دنوں کو خاص خوشی اور خاص شان کے ساتھ منایا جاتا ہے تاکہ اس ذریعہ سے لوگوں میں قومی زندگی کی روح کو تازہ رکھا جاسکے مگر غور کیا جائے کہ ان دنوں کی خوشی اس عظیم الشان دن کی خوشی کے مقابلہ پر کیا حقیقت رکھتی ہے۔ جب کہ خدائے زمین و آسمان نے اپنی آخری شریعت کو دنیا پر نازل فرمایا۔ جس کے اختتام پر یہ الٰہی بشارت جلوہ افروز ہونے والی تھی کہ الیوم اکملت لکم دینکم (۔) سچ پوچھو تو دنیا میں اگر کوئی دن منانے کے قابل تھا تو وہ یہی تھا کہ جب خدا کی اس آخری اور کامل و اکمل شریعت کے نزول کا آغاز ہوا۔ اور انسان کے پیدا کئے جانے کی غرض جہاں تک کہ خدا کے فعل کا تعلق تھا پوری ہوگئی۔ پس رمضان کی سب سے پہلی سب سے بڑی اور سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ (دین) کی پیدائش کا دن ہے۔ ہاں وہی (دین) جو ہماری انفرادی اور قومی زندگی کی روح رواں اور ہمیں اپنے خالق و مالک کے ساتھ باندھنے کی آخری زنجیر ہے۔

خدا اپنے بندوں کے بالکل قریب ہے

اس کے بعد دوسری خصوصیت رمضان کو یہ حاصل ہے۔ اور یہ خصوصیت گویا پہلی خصوصیت کا ہی نتیجہ اور تتمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس مبارک مہینہ میں اپنے بندوں کے بالکل قریب ہو جایا کرونگا۔ اور ان کی دعاؤں کو خصوصیت سے سنوں گا یہ وعدہ قرآن شریف میں نہایت واضح الفاظ میں موجود ہے۔ اور حدیث میں بھی اس کا نہایت نمایاں طور پر ذکر آتا ہے۔ اور یہ وعدہ ایسا ہی ہے جیسے کہ بڑے بڑے بادشاہ اپنے سلطنتوں کے خاص یادگار والے ایام میں جبکہ وہ کوئی خاص جشن مناتے ہیں اپنی رعایا میں غیر معمول طور پر انعام و اکرام تقسیم کیا کرتے ہیں۔ پس خدا نے بھی جو ارحم الراحمین ہے اس بات کو پسند فرمایا کہ وہ اپنے پیارے مذہب کی سالگرہ کے موقعہ پر اپنے خزانوں کا منہ کھول کر اپنے انعاموں کے حلقہ کو زیادہ سے زیادہ وسیع کر دے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ (۔) ''یعنی اے رسول جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں کہ رمضان میں میری صفات کا کس طرح ظہور ہوتا ہے تو تو ان سے کہہ دے کہ میں رمضان میں اپنے بندوں کے قریب تر ہو جاتا ہوں اور میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ پکارنے والا میرے احکام کو مانے اور مجھ پر ایمان لائے''۔

قریب ہونے سے مراد

اس جگہ قریب ہونے سے یہ مراد نہیں کہ گویا خدا کی ذات لوگوں کے قریب ہو جاتی ہے کیونکہ خدا کوئی مادی چیز نہیں ہے کہ اس کی ذات قریب ہوسکے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ خدا کی صفت رحم خاص طور پر جوش میں آکر بندوں کے قریب تر ہو جاتی ہے علاوہ ازیں (دین) یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں ایک رات ایسی آیا کرتی ہے کہ اس کی ایک گھڑی میں خدائی رحمت اور صفت قبولیت دعا کا غیر معمولی جوش کے ساتھ اظہار ہوتا ہے اس رات کو (دینی) اصطلاح میں لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ اور وہ عموماً طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے۔ اور اس کا معین وقت اس لئے پردہ میں رکھا گیا ہے تاکہ لوگ اس کی جستجو میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرسکیں۔ اب غور کرو کہ جس ذات والا صفات کی صفت رحمت پہلے سے ہی اس کی ہر دوسری صفت پر غالب ہے۔ وہ اپنی رحمت کے خاص لمحات میں کس قدر رحیم و کریم ہوگا۔ پس یہ دوسری خصوصیت ہے جو رمضان کو حاصل ہے کہ اس میں خدا کی صفت رحمت کا خاص طور پر ظہور ہوتا ہے۔ اور مومنوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

خاص عبادتیں

ان دو برکتوں کے علاوہ رمضان کو ایک تیسری برکت یہ بھی حاصل ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ نے (۔) بعض خاص خاص عبادتیں مقرر فرما دی ہیں۔ مثلاً روزہ، تراویح اور اعتکاف وغیرہ جن کی وجہ سے یہ مہینہ گویا ایک خاص عبادت کا مہینہ بن گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جو زمانہ خاص عبادت میں گزرے گا۔ وہ لازماً خدا کی طرف سے خاص برکات کا جاذب اور خاص برکات کا حامل بن جائے گا۔

رحمت اور برکت کا لطیف چکر

رمضان کی یہ صفت گویا ایک گونہ دوری رنگ رکھتی ہے یعنی رمضان کی خاص برکات کی وجہ سے اس میں خاص عبادتیں مقرر کی گئیں۔ اور پھر ان خاص عبادتوں کی وجہ سے رمضان نے مزید خاص برکتیں حاصل کیں۔ گویا رحمت و برکت کا ایک لطیف چکر قائم ہوگیا۔ الغرض یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے رمضان کا مہینہ خاص طور پر مبارک مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ اور (۔) حکم ہے کہ ہم اس مہینہ کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں تاکہ رحمت و برکت کا یہ لطیف چکر زیادہ سے زیادہ وسیع ہوتا چلا جائے۔

برکات رمضان سے فائدہ اٹھانے کا طریق

اب سوال ہوتا ہے کہ رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کا طریق کیا ہے۔ سو یہ کوئی مشکل سوال نہیں۔ اور (دین) نے اسے نہایت سہل طریق پر چند سادہ ہدایات دے کر حل کر دیا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اکثر لوگ صرف منہ کی خواہش سے تمام مراحل طے کرنا چاہتے ہیں۔ اور دین کی راہ میں کسی چھوٹی سے چھوٹی قربانی کیلئے بھی تیار نہیں ہوتے بہر حال (دین) نے رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کا جو طریق بتایا ہے۔ اسے ہم ذیل کے چند مختصر فقروں میں ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

بغیر شرعی عذر کے روزہ نہ ترک کیا جائے

اول۔ رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے سب سے ابتدائی اور سب سے ضروری شرط یہ ہے کہ انسان خدا کے حکم کے مطابق رمضان کے روزے رکھے۔ اور بغیر کسی شرعی عذر کے کوئی روزہ ترک نہ کرے۔ روزہ رمضان کی برکات کے لئے گویا بطور ایک کلید کے ہے۔ اور جو شخص باوجود روزہ واجب ہونے کے بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ ترک کرتا ہے۔ وہ ہرگز اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ رمضان کی برکتوں سے کوئی حصہ پائے۔ ہاں جو شخص کسی جائز شرعی عذر کی وجہ سے روزہ ترک کرتا ہے۔ مثلاً وہ واقعی بیمار ہے، یا سفر میں ہے وغیر ذالک اور محض حیلہ جوئی کے رنگ میں روزہ ترک کرنے کا طریق اختیار نہیں کرتا۔ تو ایسا شخص شریعت کی نظر میں معذور ہے۔ اور اس صورت میں وہ اگر رمضان کی دوسری شرائط کو پورا کر دیتا ہے تو وہ روزہ کے بغیر بھی رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ روزہ نفس کی اصلاح اور روحانی ترقی کے لئے عجیب وغریب اثر رکھتا ہے۔ اور یقیناً وہ شخص بہت ہی بدقسمت ہے جو محض حیلہ جوئی کے رنگ میں روزہ جیسی نعمت سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے۔ مگر جیسا کہ ہر عمل کے ساتھ اچھی نیت کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ جس کے بغیر کوئی روزہ خدا کی نظر میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ پس روزہ ایسا ہونا چاہئے کہ اس میں عادت یا دکھاوے کا قطعاً دخل نہ ہو بلکہ خالصۃً خدا کی رضا جوئی کے لئے رکھا جائے۔ اور وہ اس دعا کی عملی تفسیر ہو جو روزہ کھولنے کے وقت کی جاتی ہے۔ کہ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ افطرت۔ "یعنی اے میرے آقا میں نے یہ روزہ صرف تیری رضا کی خاطر رکھا تھا۔ اور اب تیرے ہی دیئے ہوئے رزق پر اس روزہ کو کھول رہا ہوں"۔

علاوہ ازیں حدیث میں آتا ہے۔ کہ ہر عمل کی ایک روح ہوتی ہے۔ اور روزہ کی روح یہ ہے کہ جس طرح انسان روزہ میں خدا کی خاطر کھانے پینے اور بیوی کے ساتھ ملنے سے پرہیز کرتا ہے۔ اور اس طرح گویا اپنی ذاتی اور نسلی زندگی ہر دو کو خدا کے لئے قربان کر دیتا ہے۔ اسی طرح وہ صرف روزہ کی ظاہری شکل وصورت میں ہی نہ الجھا رہے۔ بلکہ رمضان کے مہینہ میں اپنے اعمال کو کلیۃً خدا کی رضا کے ماتحت لگا دے ایسا روزہ یقیناً رمضان کی برکات کے حصول کے لئے ایک زبردست ذریعہ ہے جس سے گویا انسان کے لئے خدائی خزانوں کے منہ کھل جاتے ہیں۔

تہجد اور نوافل کی طرف زیادہ توجہ دی جائے

دوم۔ دوسری شرط رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی یہ ہے کہ انسان رمضان میں نوافل نماز کی طرف زیادہ توجہ دے یعنی علاوہ اس کے کہ پنجگانہ نماز کو پوری پوری شرائط کے ساتھ ادا کرے۔ نوافل کی طرف بھی خاص توجہ دے۔ اور خصوصاً نماز تہجد کا بڑی سختی کے ساتھ التزام کرے دراصل نماز تہجد ایک بہت ہی بابرکت نماز ہے۔ جو روحانی ترقیات کے لئے گویا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اور اسی لئے رمضان میں اس کا خاص حکم دیا گیا ہے۔ اصل تہجد کی نماز تو یہ ہے کہ انسان رات کے پچھلے حصہ میں اٹھ کر نماز ادا کرے۔ مگر رمضان کے مہینہ میں اس انعام کو وسیع کرنے کے لئے کمزور لوگوں کے واسطے یہ سہولت کر دی گئی ہے کہ وہ عشاء کی نماز کے بعد بھی تراویح کی صورت میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مگر یہ ایک ادنےٰ مرتبہ ہے اور رمضان کی اصل تراویح یہی ہے کہ رات کے پچھلے حصہ میں اٹھ کر نماز تہجد ادا کی جائے۔

قرآن شریف میں تہجد کی اتنی تعریف آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تہجد کی نماز کو پوری شرائط اور پورے خلوص کے ساتھ ادا کرنے سے انسان خدا کی نظر میں مقام محمود تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر انسان کے لئے علیحدہ علیحدہ مقام محمود مقرر ہے۔ جو گویا اس کی روحانی ترقی کا انتہائی نقطہ ہے جس تک پہنچ کر وہ خدا کی نظر میں اس تعریف کا مستحق ہو جاتا ہے۔ کہ اب میرے اس بندے نے اپنی فطری استعداد کے مطابق اپنی روحانی ترقی کے انتہائی نقطہ کو پا لیا۔ اور تہجد کی نماز انسان کو اس کے مقام محمود تک پہنچانے میں حد درجہ موثر ہے۔

تلاوت قرآن کریم زیادہ کی جائے

سوم: تیسری شرط رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کی یہ ہے کہ انسان رمضان کے مہینہ میں قرآن شریف کی تلاوت پر خاص زور دے۔ میں اپنے ذوق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ انسان کو رمضان کے مہینہ میں کم از کم دو دفعہ قرآن شریف کا دور ختم کرنا چاہئے دو دفعہ میں حکمت یہ ہے کہ جب انسان ایک دفعہ قرآن شریف ختم کر کے پھر اسے دوسری مرتبہ شروع کرتا ہے۔ تو وہ گویا زبان حال سے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ قرآن شریف کے متعلق میرا طریق یہ نہیں ہوگا۔ کہ میں اسے ایک دفعہ پڑھ لوں۔ اور پھر بھول جاؤں۔ یا بند کر کے رکھ دوں بلکہ میں اسے بار بار تکرار کے ساتھ پڑھتا رہوں گا۔ اور اس کے حکموں کو ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھوں گا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ابتداء میں حضرت جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر رمضان میں قرآن شریف کا ایک دور ختم کیا کرتے تھے لیکن جب قرآن شریف کا نزول مکمل ہو چکا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری رمضان میں حضرت جبرائیل نے آپ کے ساتھ قرآن شریف کا دو دفعہ دور کیا۔ پس چونکہ ہمارے سامنے بھی قرآن شریف مکمل صورت میں ہے اس لئے اگر انسان کو توفیق ملے۔ تو رمضان میں قرآن شریف کے دو دور پورے کرنے چاہئیں۔۔ اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں نے اندازہ کیا ہے کہ اگر انسان اوسطاً پچاس منٹ روزانہ دے۔ تو وہ آسانی کے ساتھ قرآن شریف کے دو دور ختم کر سکتا ہے۔

تلاوت قرآن کے متعلق ضروری امور

علاوہ ازیں قرآن شریف کی تلاوت کے متعلق ہر (احمدی) کو ذیل کی چار باتیں ضروری ملحوظ رکھنی چاہئیں۔

الف۔ جہاں کہیں قرآن شریف میں کوئی حکم امر کی صورت میں آئے۔ یعنی کسی بات کا مثبت صورت میں حکم دیا جائے۔ کہ ایسا کرو تو انسان کو اس جگہ رک کر اپنے دل میں یہ غور کرنا چاہئے۔ کہ کیا میں اس خدائی حکم پر عمل کرتا ہوں۔ اگر وہ عمل نہیں کرتا یا کمزوری دکھاتا ہے۔ تو اپنے دل میں عہد کرے کہ میں آئندہ اس حکم پر عمل کروں گا۔

ب۔ جہاں کہیں کوئی حکم نہی کی صورت میں آئے۔ یعنی کسی بات کے متعلق منفی صورت میں حکم دیا جائے۔ کہ یہ کام نہ کرو تو اس وقت پڑھنے والا تھوڑی دیر کے لئے رک کر اپنے دل میں سوچے کہ کیا میں اس نہی سے رکتا ہوں۔ اگر نہیں رکتا۔ یا کمزوری دکھاتا ہے تو آئندہ اصلاح کا عہد کرے۔

ج۔ جہاں کہیں قرآن شریف میں خدا کی کسی رحمت یا انعام کا ذکر آئے۔ تو اس وقت پڑھنے والا اپنے دل میں یہ دعا کرے کہ خدایا یہ رحمت اور یہ انعام مجھے بھی عطا فرما۔ اور مجھے اس سعادت سے محروم نہ رکھ۔

د۔ جہاں کہیں قرآن شریف میں کسی عذاب یا سزا کا ذکر ہو۔ تو انسان اس جگہ خدا سے استغفار کرے اور یہ دعا کرے کہ خدایا مجھے اس عذاب اور سزا سے محفوظ رکھیو۔ اور اپنی ناراضگی کے موقعوں سے بچائیو۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان ان چار باتوں کو مدنظر رکھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرے گا۔ اور اس کی نیت اچھی ہوگی۔ تو وہ اس تلاوت سے خاص بلکہ اخص فائدہ اٹھائے گا۔ افسوس ہے کہ اکثر لوگ قرآن شریف کے نکات اور رموز کے درپے تو رہتے ہیں مگر اس کے عملی پہلو کی طرف بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن شریف کا عملی پہلو اس کے نکات اور رموز کی نسبت بہت زیادہ قابل توجہ ہے۔ بے شک عالم لوگوں اور مذہبی مجادلات میں حصہ لینے والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن شریف کے حکمت وفلسفہ اور اس کے علمی خزانوں کی طرف بھی توجہ دیں مگر وہ بات جس کی ہر متنفس کو ضرورت ہے جس کے بغیر انسان کی روحانی زندگی قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ وہ قرآن شریف کا عملی پہلو ہے۔ اور یہ عملی پہلو صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ جب قرآن شریف کو مندرجہ بالا چار شرائط کے ساتھ مطالعہ کیا جائے۔

زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کیا جائے

چہارم۔ چوتھی بات جو رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھانے میں از بس مفید ومؤثر ہے یہ ہے کہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کیا جائے۔ صدقہ وخیرات انسان کی جسمانی اور روحانی تکالیف کو دور کرنے اور خدا کے فضل ورحم کو جذب کرنے میں گویا اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ کہ ایک شخص خدا کے کسی مصیبت زدہ بندے کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھاتا ہے تو خدا اپنے ازلی فیصلہ کے مطابق اس کے اس فعل کو گویا خود اپنے اوپر ایک احسان خیال کرتا ہے اور اس پر فوراً خدائی قدرت نمائی کہ وسیع مشینری اس بندے کی تائید میں حرکت کرنے لگتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے الصدقة تطفى غضب الرب یعنی صدقہ خدا کے غضب کو دور کرتا ہے تو پھر اس صدقہ کا کیا کہنا ہے۔ جو رمضان جیسے مبارک مہینوں میں خالص خدا کی رضا کے لئے کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ رمضان میں اتنا صدقہ کرتے تھے کہ صحابہ نے آپ کے اس صدقہ کو ایک ایسی تیز ہوا سے تشبیہ دی ہے۔ جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ رمضان میں اس طرح صدقہ کرتے تھے کہ اس صدقہ میں اپنی حاجت اور ہمت کو بھی بھول جاتے تھے۔ اور صدقہ میں آپ کا ہاتھ اس طرح چلتا تھا جس طرح ایک تیز آندھی تمام قیود وبند سے آزاد ہو کر چلتی ہے واقعی رمضان میں صدقہ وخیرات خدا کی نظر میں بہت ہی بڑا مرتبہ رکھتا ہے اور لعل سے رمضان کی برکت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ مگر صدقہ میں یہ بات ضرور مدنظر رکھنی چاہئے کہ جو لوگ واقعی حاجت مند ہیں انہیں تلاش کر کر کے مدد پہنچائی جائے۔ مثلاً کوئی یتیم ہے اور وہ خرچ سے لاچار ہے کوئی بیوہ ہے اور وہ تنگ دست ہے کوئی غریب ہے اور وہ گزارہ کی صورت نہیں رکھتا۔ کوئی بیمار ہے اور اسے علاج کی طاقت حاصل نہیں۔ کوئی مسافر ہے اور زاد راہ سے محروم ہے۔ کوئی مقروض ہے اور قرض ادا کرنے سے

قاصر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں کو تلاش کر کر کے صدقہ پہنچایا جائے۔ اور ایسے رنگ میں پہنچایا جائے۔ کہ اس میں کوئی صورت من واذیٰ کی نہ پیدا ہو۔ بلکہ اگر خدا کسی کو توفیق دے۔ تو صدقہ کا بہتر مقام یہ ہے کہ صدقہ دینے والا صدقہ قبول کرنے والے کا احسان خیال کرے کہ اس کے ذریعہ مجھے خدا کے رستہ میں نیکی کی توفیق مل رہی ہے۔ پھر صدقہ وخیرات کے حلقہ میں جانوروں تک کو شامل کرنا چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہر زندہ جگر رکھنے والی چیز پر رحم کرنے میں خدا کی طرف سے اجر ملتا ہے۔ خواہ وہ انسان ہو یا حیوان۔ یہ سوال کہ صدقہ کتنا ہو اس کے متعلق شریعت نے کوئی حد بندی نہیں مقرر کی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا عشق رکھنے والوں کے لئے آپ کا یہ نمونہ کافی ہے۔ کہ صدقہ میں انسان کا ہاتھ ایک تیز آندھی کی طرح چلنا چاہئے۔ لیکن میں اپنے ذوق کے مطابق عام لوگوں کے لئے یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ اگر رمضان میں اپنی آمدنی کا دسواں حصہ صدقہ دے دیا جائے تو مناسب ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کی ماہوار آمدنی ایک سو روپیہ ہے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ رمضان میں دس روپے صدقہ کر دے۔ خدا کے راستہ میں قربانی کرنے والے لوگوں کے لئے یہ رقم یقیناً زیادہ نہیں ہے۔ اور پھر یہ تو ایک کھیتی ہے۔ جتنا زیادہ بوؤ گے اسی نسبت سے زیادہ اگے گا۔ اور اسی نسبت سے زیادہ کاٹو گے۔ ہر انسان کے اردگرد کے بے شمار غریب اور مسکین اور یتیم اور مصیبت زدہ اور بیمار وغیرہ بستے ہیں۔ رمضان میں ان کی تکلیف کو دور کرنا خدا کی رحمت کو ایسی مضبوط زنجیر کے ساتھ کھینچنے کا حکم رکھتا ہے۔ جس کے ٹوٹنے کا خدا کے فضل سے کوئی اندیشہ نہیں۔

اعتکاف

پنجم۔ رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کا ایک طریق اعتکاف بھی ہے جس کا قرآن شریف میں مجملاً اور احادیث میں تفصیلاً ذکر آتا ہے۔ مسنون اعتکاف یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں کسی (بیت الذکر) میں ڈیرہ لگا دیا جائے اور سوائے حوائج انسانی یعنی پیشاب پاخانہ وغیرہ کی ضروریات کے (بیت الذکر) سے باہر نہ نکلا جائے اور یہ دس دن خصوصیت کے ساتھ نماز اور قرآن خوانی اور ذکر اور دعا وغیرہ میں گزارے جائیں۔ گویا انسان ان ایام میں دنیا سے کٹ کر خدا کے لئے کلیۃً وقف ہو جائے۔ اعتکاف فرض نہیں ہے بلکہ ہر انسان کے حالات اور توفیق پر موقوف ہے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ جس شخص کے حالات اجازت دیں۔ اور اسے اعتکاف کی توفیق میسر آئے اس کے لئے یہ طریق قلب کی صفائی اور روحانی ترقی کے واسطے بہت مفید ہے۔ لیکن جس شخص کو اعتکاف کی توفیق نہ ہو یا اس کے حالات اس کی اجازت نہ دیں۔ تو اس کے لئے یہ طریق بھی کسی حد تک اعتکاف کا قائم مقام ہو سکتا ہے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں اپنے اوقات کا زیادہ سے زیادہ حصہ (بیت الذکر) میں گزارے اور یہ وقت نماز اور قرآن خوانی اور ذکر اور دعا وغیرہ میں صرف کرے۔ بے شک اعتکاف کے بدلہ میں یہ کوئی مسنون طریق نہیں ہے۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی تعریف فرمائی ہے۔ جس کا دل (بیت الذکر) میں آویزاں رہتا ہے۔ اس لئے یہ طریق بھی اگر حسن نیت سے کیا جائے تو فائدہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔

نفس کا محاسبہ کیا جائے

ششم۔ چھٹی بات یہ ہے کہ انسان رمضان میں اپنی زندگی کو خصوصیت کے ساتھ رضائے الٰہی کے ماتحت چلائے۔ اور اپنے نفس کا بار بار محاسبہ لیتا رہے کہ کیا میرے اوقات خدا کے منشا کے ماتحت گزر رہے ہیں یا نہیں۔ ایسا محاسبہ ہر وقت ہی مفید ہوتا ہے اور کوئی سچا مومن محاسبہ سے غافل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محاسبہ انسان کو غفلت سے محفوظ رکھتا۔ اور آئندہ کے لئے ہوشیار کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ مگر رمضان کے مہینہ میں یہ محاسبہ زیادہ کثرت اور زیادہ التزام کے ساتھ ہونا چاہئے۔ مثلاً اگر ہر شخص رمضان میں یہ التزام کرے کہ ہر نماز کے وقت اپنے دل میں یہ محاسبہ کیا کرے کہ کیا میں نے اس سے پہلی نماز کے بعد سے لے کر اس نماز تک اپنا وقت خدا کی رضا میں گزارا ہے۔ اور کیا میں نے اس عرصہ میں کوئی بات منشاء الٰہی کے خلاف تو نہیں کی۔ تو یقیناً ایسا محاسبہ نفس کی اصلاح کے لئے بہت مفید ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح گویا ایک رنگ میں انسان کی زندگی کا ہر لحہ ہی عبادت بن جاتا ہے۔ اسی طرح بستر میں لیٹ کر سوتے وقت مسنون دعائیں کرنے سے انسان اپنے سونے کے اوقات کو بھی عبادت کا رنگ دے سکتا ہے۔ اور انہیں اپنے لئے مبارک بنا سکتا ہے۔

دعا

ہفتم۔ سب سے آخر میں رمضان کی برکتوں سے حصہ پانے کا طریق دعا ہے رمضان کے ایام کا ماحول دعا کے لئے یقیناً ایک بہترین ماحول ہے۔ یہ مہینہ (۔) خاص عبادت کا مہینہ ہے۔ گویا ساری (مومن) دنیا اس مہینہ کو عملاً عبادت میں گزارتی ہے۔ اور مومنوں کی طرف سے اس مہینہ میں نماز اور روزہ اور تلاوت قرآن اور صدقہ وخیرات اور ذکر وغیرہ کے پاکیزہ اعمال اس کثرت اور تنوع کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھتے ہیں کہ اگر وہ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ کئے گئے ہوں۔ تو یقیناً خدا کی خاص الخاص رحمت اور خاص الخاص فضل کو کھینچنے کا موجب ہوتے ہیں۔ پھر اگر ایسے موقعہ پر دعا زیادہ قبول نہ ہو تو کب ہو۔ علاوہ ازیں رمضان کے متعلق خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں مخصوص وعدہ بھی ہے کہ میں اس مہینہ میں اپنے بندوں کے بالکل قریب ہو جاتا ہوں۔ اور ان کی دعاؤں کو خاص طور پر سنتا ہوں۔ پس لاریب یہ مہینہ خاص دعاؤں کا مہینہ ہے۔ اور جو شخص اس مبارک مہینہ میں اپنے آپ کو دعاؤں سے محروم رکھتا ہے۔ وہ یقیناً ایک بہت ہی شقی اور بد بخت انسان ہے۔ جو گویا ایک شیریں چشمہ کے منہ پر پہنچ کر پھر پیاسا لوٹ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں رمضان میں لیلۃ القدر کا واقع ہونا تو گویا سونے پر سہاگہ ہے۔ جس کی طرف سے کوئی سچا مومن غافل نہیں ہو سکتا۔ مگر دعا ان شرائط کے مطابق ہونی چاہئے۔ جو خدا تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کر رکھی ہیں۔ اور رمضان کی دعاؤں کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے قبولیت کی شرائط کو ایک بہت ہی معین صورت دے دی ہے۔ فرماتا ہے (۔) ہم رمضان کے مہینہ میں اپنے بندوں کی دعاؤں کو ضرور قبول کریں گے۔ مگر یہ شرط ہے کہ وہ میری بات مانیں۔ یعنی رمضان کے متعلق جو حکم میں نے دیا ہے۔ اسے قبول کریں۔ اور مجھ پر سچا ایمان لائیں۔ وہ ایمان جو محبت اور اخلاص پر مبنی ہو۔ اور اس میں کسی قسم کے نفاق اور شرک کی ملونی نہ پائی جائے ان شرطوں پر کاربند ہو کر وہ قبولیت کا رستہ ضرور پا لیں گے۔ اب دیکھو کہ یہ ایک کیسا آسان سودا ہے۔ جو خدا نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ خدا کس صورت اور کس رنگ میں دعا کو قبول فرماتا ہے۔ سو یہ خدا کی سنت وحکمت پر موقوف ہے۔ جس میں انسان کو دخل نہیں دینا چاہئے وہ جس رنگ اور جس صورت میں مناسب خیال کرے گا۔ ہماری دعاؤں کو قبول کرے گا۔ لیکن اگر ہم اس کی شرطوں کو پورا کر دیتے ہیں۔ تو وہ قبول ضرور کرے گا۔ اور ممکن نہیں کہ اس کا وعدہ غلط نکلے۔

دعا کس طرح کی جائے

دعاؤں کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہر دعا سے پہلے خدا کی حمد کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۔) پر درود بھیجنا اور (دین) اور احمدیت کی ترقی کے لئے دعا مانگنا نہایت ضروری ہے۔ اور جو شخص ان دعاؤں کو ترک کرتا ہے وہ یقیناً خدا کا مخلص بندہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ البتہ ان دعاؤں کے بعد اپنے لئے اور اپنے خاندان کے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے بھی دعائیں کی جائیں اور دعاؤں میں درد اور گداز پیدا کیا جائے۔ ایسا گداز جس سے دل پگھلنے لگے۔ اسی طرح جس طرح ایک لوہے کا ٹکڑا بھٹی میں پگھلتا ہے۔ تا کہ دعا ایک رسمی اور مردہ چیز نہ رہے۔ بلکہ حقیقی اور زندہ چیز بن جائے۔ ایسی دعا موقوف ہے الٰہی توفیق پر اور پھر دعا کرنے والے کے حالات اور احساسات پر۔

ماہ صیام کی خدا کے حضور شہادت

یہ وہ چند باتیں ہیں جنہیں اختیار کر کے انسان رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور یقیناً جو شخص ان باتوں کو خدا کی رضاء کے لئے اختیار کرے گا اس کا رمضان اس کی کایا پلٹ دینے کے لئے کافی ہے۔ ایسے شخص کے متعلق رمضان کا چاند خدا کے حضور یہ شہادت دے گا کہ خدایا میں نے تیرے اس بندے کو جس حالت میں پایا اس سے بہت بہتر حالت میں اسے چھوڑا۔

دعا

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اے ہمارے آسمانی آقا! ہم تیرے بہت ہی کمزور اور نالائق بندے ہیں۔ ہم تیری طرف سے انعام پر انعام دیکھتے ہیں اور کمزوری پر کمزوری دکھاتے ہیں۔ تو ہمیں اوپر اٹھاتا ہے اور ہم نیچے کی طرف جھکتے ہیں۔ تو احسان کرتا ہے۔ اور ہم ناشکری میں وقت گزارتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم بہر حال تیرے ہی بندے ہیں۔ پس اگر تو یہ جانتا ہے کہ ہم باوجود اپنے لاتعداد گناہوں اور کمزوریوں کے تیری حکومت کے باغی نہیں اور تیری اور تیرے رسول اور تیرے مسیح موعود کی محبت کو خواہ وہ کتنی ہی کمزور ہے۔ اپنے دلوں میں جگہ دیئے ہوئے ہیں۔ تو تو اس رمضان کو اور اس کے بعد آنے والے رمضانوں کو ہمارے لئے اور ہمارے عزیزوں اور دوستوں کے لئے اور ہماری ان نسلوں کے لئے جو آگے آنے والی ہیں مبارک کر دے۔ اور ہمیں اپنا وفادار بندہ بنا۔ اور ہمیں (۔) احمدیت کی ایسی خدمت کی توفیق عطا کر جو تجھے خوش کرنے والی ہو۔ اور ہمارے انجام کو بخیر کر۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

(الفضل 12 اکتوبر 1941ء)

کرم پہ راضی وہ اپنا حبیب ہوتا ہے
نہ سنگِ راہ کوئی بھی رقیب ہوتا ہے
چلو پھر اس کی تمنا کریں دلِ نومید
وہ اِن دِنوں میں سنا ہے قریب ہوتا ہے

مبشر احمد محمود

زینب محمود الحسن صاحبہ

غیر معمولی دینی خدمات کی توفیق پانے والے وجود

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب

اور آپ کی اہلیہ محترمہ کا تذکرہ

چمکی اے فرزند تیری ان دنوں تقدیر ہے
تخت سلطانی، پہ تیرے باپ کی تصویر ہے

یہ شعر دفعتاً ایک دن محترم والد صاحب کی زبان پر جاری ہوا اس وقت وہ احمدی نہ تھے۔ ان کے والد محترم کا سایہ ان کے سر سے اٹھ چکا تھا۔ عمر اٹھارہ بیس سال کی ہوگی۔ مقروض حالت اور تین چھوٹے بھائیوں کی پرورش کی ذمہ داری بھی آپ کے سر پر تھی۔ آپ آغا خانی فرقہ کے پیرو تھے۔ یہ جماعت مالی لحاظ سے بڑی منظم اور مستحکم ہے۔

دوسری طرف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے۔ اور آسمان سے بے شمار نور کی بارش ان کے دل پر برس رہی ہے۔ اگرچہ حالات بالکل مختلف تھے لیکن خدا تعالیٰ ان کی خوشحالی کے حالات پیدا کر رہا تھا۔ کچھ عرصہ میں آپ کی تجارت میں ترقی و برکت ہونے لگی۔ دوسری طرف حیدر آباد میں احمدیت کی آواز پہنچی کہ امام زمانہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب احیاء دین کے لئے آ چکے ہیں۔ تاہم والد صاحب محترم نے چھ ماہ تک روزے رکھ کر دعائیں کیں۔ جب آپ کو تسلی ہوگئی تب احمدیت میں داخل ہوئے۔ اسی طرح محترمہ والدہ صاحبہ نے بھی تسلی اور دعاؤں کے بعد بیعت کر لی۔ جب ایک دفعہ دل سے پردہ اٹھ گیا۔ تو اپنی جان مال ہر چیز کو احمدیت کے قدموں میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مالی حالت بہتر سے بہتر فرما دی تو حج کا فریضہ بھی ادا کیا۔ محترم والدین کے ساتھ میری ہمشیرہ صاحبہ بھی تھیں۔ واپسی پر اپنی تجارت اپنے بھائی کو دیدی اور آپ کا تمام وقت دینی کام میں مصروف رہا۔

دعوت الی اللہ کے اشتہار اور کتب وغیرہ لکھیں اور ان کے کئی کئی ایڈیشن نکلے۔ اخبار ''الفضل'' میں اشتہار دیتے اور کارڈ لکھنے سے مفت ارسال کرتے تھے۔ چندہ صدقہ خیرات وغیرہ گھر پر اور باہر بھی جاری رہی۔ عبادت کا یہ حال تھا کہ دیکھ کر حیرانی ہوتی۔ ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ شوال محرم اور ہر ماہ 3 پھر 4 بھی روزے آنحضورؐ کی سنت کے مطابق رکھنے لگے۔ ہر وقت باوضو رہتے۔ نماز جماعت کے علاوہ نماز نفل تسبیح۔ ذکر الٰہی کرتے رہتے۔ ہر سال قادیان شریف جاتے ٹرین میں بھی نماز کھڑے ہو کر یا Platform پر پڑھتے۔ نماز تراویح کے بعد بھی تازہ وضو کر کے نفل ادا کرتے۔ رات ایک بجے تک کتابیں لکھتے۔ دوپہر میں کبھی آرام نہیں فرماتے تھے۔ مشکل سے 3 یا 4 گھنٹے آرام کرتے۔ کھانا پینا بھی بہت مختصر تھا۔ تاہم خدا کے فضل سے صحت اچھی تھی گردن البتہ جھک گئی مگر کمر نہ جھکی۔ کان سے سنائی نہیں دیتا تھا۔ تاہم جلسہ پر ضرور جاتے تھے۔ ایک وقت محترم انور کاہلوں صاحب نے حضور کی تقریر کا ریکارڈ سنایا۔ تو بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ وہ تو سٹیج پر بیٹھنے کے باوجود۔ ایک لفظ نہیں سن سکتے تھے۔ یہ ان کا صبر اور شوق تھا۔ بس ایک فرشتہ تھے۔

گھر پہ نماز جماعت میں سب کو شریک کرواتے۔ صبح کی نماز کے لئے بچوں کو اٹھاتے کمرہ کی Light جلا دیتے ریڈیو پر صرف خبریں اور معلوماتی پروگرام کی اجازت تھی گانے وغیرہ کی نہیں!

محترمہ والدہ صاحبہ بھی آپ کی طرح خدمت دین میں شریک تھیں۔ مہمان نوازی بڑے شوق سے کرتی تھیں۔ امیر غریب سب کے لئے وہ نام کی طرح تسکین دینے والی سکینہ تھیں اور میٹھی اماں تھیں۔ لجنہ کی صدر رہیں۔ اجلاس گھر پر ہوتے۔ جن کی سواری نہ ہوتی انہیں اپنی موٹر پر روانہ کرتیں۔ مدراس، بنگلور، ورنگل، کلکتہ، ڈھاکہ گئیں تو وہاں بھی اجلاس یا پھر سیرۃ النبیؐ کے اجلاس کراتی تھیں۔ چائے وغیرہ کا انتظام بھی شوق سے کرتیں احمدی کیا غیر احمدی بہنیں بھی ان سے متاثر تھیں۔

غرض پیارے والدین محترم ہمارے لئے ایک نمونہ تھے۔ مولا کریم سے دعا ہے کہ پیارے محترم والدین کے گناہوں کو معاف فرمائے اور تمام نیکیوں کو قبول فرما کر بے انتہاء اجر عظیم دے۔ اللہ تعالیٰ کی رضامندی رسولؐ پاک کی خوشنودی اور جنت کی تمام نعمتوں سے نوازے۔ درجات بلند تا قیامت ہوتے رہیں۔ آمین

6480 افراد کی بیعت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

مکرم ظفر اقبال ساہی صاحب مربی سلسلہ بورکینا فاسو لکھتے ہیں کہ جب ہمارا وفد ایک علاقے میں پہنچا تو مقامی مسجد کے امام سے بات ہوئی۔ اس نے کہا کہ میں نے یہ دعا کی تھی کہ خدایا یہاں کے مسلمان بہت بگڑ گئے ہیں مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک ان کی اصلاح کرنے والے یہاں نہ آ جائیں جب ہمارا وفد پہنچا تو ان کے دیکھتے ہی انہوں نے پہچان لیا۔ اسی دن 6 ہزار 480 افراد نے بیعت کر لی۔

(الفضل 9۔ اگست 2000ء)

آئرلینڈ کا پہلا جلسہ سالانہ

ڈاکٹر علیم الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ آئرلینڈ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ آئرلینڈ کا پہلا تاریخی جلسہ سالانہ مورخہ 22 ستمبر 2002ء بروز اتوار Great Southern Hotel جو کہ ڈبلن ائرپورٹ پر واقع ہے میں منعقد ہوا۔ جلسہ سالانہ سے دو روز قبل مکرم ڈاکٹر آصف ظفر صاحب کے گھر کے صحن میں ایک مارکی لگا دی گئی اور اس جگہ کو ایک جلسہ سالانہ کے مرکزی سنٹر کی حیثیت دی گئی۔

مورخہ 20 ستمبر بروز جمعۃ المبارک مغرب اور عشاء کی نمازوں کی باجماعت ادائیگی کے ساتھ اس سنٹر کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جمعۃ المبارک کی شام سے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود کا بھی آغاز کر دیا گیا۔ یہ سنٹر مہمانوں کے لئے استقبالیہ' طعام اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے مرکز بنا رہا اور جلسہ سالانہ کا ماحول پیدا کرنے میں بڑا ہی اہم ثابت ہوا۔

جلسہ کے لئے ہوٹل کے دو بڑے ہال کرایہ پر لئے گئے۔ اور مورخہ 22 ستمبر کو جلسہ کے شروع ہونے سے دو گھنٹے قبل خدام کی ایک ٹیم نے ان ہالز کی تزئین و آرائش کی۔ ہالوں سے ملحقہ لابی میں ایک چھوٹی سی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس میں مختلف تصاویر اور کتب سلسلہ وغیرہ کی نمائش کی گئی۔ اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ کا ایک سٹال بھی لگایا گیا۔

جلسہ سالانہ کا آغاز ساڑھے نو بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی۔ اس کا انگریزی ترجمہ مکرم حارث احمد صاحب (آئرش نو احمدی) نے کیا۔ اس کے بعد مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ نے حضرت مسیح موعود کا منظوم کلام اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد خاکسار صدر جماعت آئرلینڈ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کی اغراض و مقاصد حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں بیان کئے۔ اس کے بعد مکرم ابراہیم نونن صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے نے ''یورپ میں احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت'' کے موضوع پر تقریر کی۔ اور مکرم عبدالغنی صاحب جہانگیر نے اشاعت دین کے موضوع پر ایک علمی تقریر کی۔

وقفہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا وہ تاریخی خطبہ سنایا گیا جو حضور نے 1989ء میں اپنے دورہ آئرلینڈ کے دوران گالوے مشن ہاؤس کے افتتاح کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبہ کے انگریزی ترجمہ کی کیسٹ ایک علیحدہ ہال میں ان دوستوں کو سنائی گئی جو اردو نہیں سمجھتے تھے۔

حضور کے اس آڈیو خطاب کے بعد مکرم رفیق احمد صاحب حیات' امیر جماعت احمدیہ انگلستان اور آئرلینڈ نے نظام جماعت کی اہمیت اور دیگر امور کے بارہ میں احباب کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

اس تقریر کے بعد وقفہ ہوا جس میں خواتین نے اپنے ہال میں لجنہ اماء اللہ اور ناصرات کے لئے ایک علیحدہ سیشن منعقد کیا۔ اسی موقعہ پر آئرلینڈ میں مجلس انصاراللہ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

جلسہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز سوا تین بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی اس کے ترجمہ کے بعد مکرم مرزا عبدالوحید صاحب نے حضرت مصلح موعود کا منظوم کلام پیش کیا۔

نظم کے بعد مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ نے ''آئرلینڈ میں احمدیت'' کے عنوان سے تقریر کی۔ بعدہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب نے ''دین اور انسانی خدمت'' کے موضوع پر تقریر کی جس میں قرآن کریم کی مختلف آیات کی روشنی میں اس مضمون کو کھول کر بیان کیا۔ مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد ایک مجلس سوال و جواب ہوئی۔

جماعت احمدیہ آئرلینڈ کے اس پہلے جلسہ کی کل حاضری 170 تھی جس میں 100 کے قریب مرد حضرات تھے اور باقی مستورات اور بچے تھے۔ آئرلینڈ کے مقامی احباب کی تعداد 62 تھی۔ باقی سب باہر سے تشریف لانے والے مہمان تھے۔

اس جلسہ کے موقع پر آئرلینڈ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ' زعیم مجلس انصاراللہ اور صدر لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آئرلینڈ کے اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے اور آئرلینڈ کی جماعت کو نمایاں ترقیات سے نوازے۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 اکتوبر 2002ء)

لومڑی

لومڑی کو جب غذا حاصل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے تو وہ کسی مردہ جانور کی طرح بن کر اپنا پیٹ خوب پھلا لیتی ہے اور بے حس و حرکت لیٹ جاتی ہے۔ جنگل کے چھوٹے چھوٹے جانور اور پرندے اسے مردہ سمجھ کر اس کے قریب پہنچ جاتے ہیں' اور اس وقت وہ قریب آئے ہوئے جانوروں پر حملہ کر کے اپنی غذا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم رانا منظور احمد صاحب محاسب مجلس خدام الاحمدیہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اطلاع دیتے ہیں۔ خاکسار کے بڑے بھائی مکرم رانا منصور احمد صاحب افن باغ جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک بیٹی کے بعد مورخہ 6 نومبر 2002ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ بیٹے کا نام اشار احمد تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور محترمہ جمیلہ رانا صاحبہ صدر مجلس لجنہ اماء اللہ نمبر 3 علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا پوتا ہے اسی طرح مکرم چوہدری محمود احمد صاحب دارالصدر غربی ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک خادم سلسلہ باعمر اور والدین کی خدمت کرنے والا قرۃ العین بنائے۔

درخواست دعا

مکرم ملک مزمل احمد صاحب منتظم اطفال کوٹ لکھپت لاہور کے والد محترم ملک سعید احمد صاحب کا بائی پاس آپریشن مورخہ 14 نومبر کو ہوا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے صحت کاملہ عاجلہ سے نوازے۔ آمین

مکرم ملک منصور احمد صاحب ٹاؤن شپ لاہور لکھتے ہیں میرے داماد مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب کا آپریشن 19 نومبر کو امریکہ میں ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کافی کمزور ہیں۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور شفائے کاملہ عطا فرمائے۔

علمی نشست

نیشنل کالج شکور پارک میں نوبل انعام یافتہ سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی یاد میں مورخہ 21 نومبر 2002ء کو بوقت 30-10 بجے دن ایک علمی نشست منعقد کی جارہی ہے۔ جس میں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے پیش کردہ نظریہ کی توضیح اور ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں معاصرین کے تاثرات کے موضوع پر معلومات فراہم کی جائیں گی۔ شرکت کے خواہشمند حضرات فون نمبر 212034 پر رابطہ فرمائیں یا نیشنل کالج تشریف لا کر باقاعدہ دعوت نامہ حاصل کریں۔

(پرنسپل نیشنل کالج ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب سابق صدر حلقہ صدر جنوبی ربوہ حال L-55/2 اوکاڑہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم چوہدری اسد اللہ باجوہ صاحب ابن مکرم چوہدری نصر اللہ باجوہ صاحب مرحوم صدر جماعت L-55/2 ضلع اوکاڑہ کو مورخہ 2 نومبر 2002ء کو اوکاڑہ میں حادثہ پیش آیا جس کے نتیجہ میں مورخہ 4 نومبر 2002ء کو جنرل ہسپتال لاہور میں انتقال کر گئے اسی دن بعد نماز مغرب بیت المہدی گولبازار میں ان کی نماز جنازہ مکرم محمد حسین صاحب شاہد مربی سلسلہ L-55/2 نے پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت شامل ہوئے مرحوم موصی تھے۔ امانتاً قبرستان عام میں تدفین ہونے کے بعد مکرم جمیل احمد صاحب معلم وقف جدید نے دعا کروائی آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان دارالقضاء

(مکرم حمید اللہ صاحب بابت ترکہ مکرم سمیع اللہ صادق صاحب)

مکرم حمید اللہ صاحب ولد مکرم میر محمد اسماعیل صاحب مقیم کراچی اور دیگر ورثاء نے درخواست دی ہے کہ ہمارے بھائی مکرم سمیع اللہ صادق صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ قطعہ نمبر 12/39 دارالرحمت ربوہ برقبہ 14 مرلے 28 مربع فٹ ان کے نام بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ وہ غیر شادی شدہ تھے۔ اور ہم بہن بھائیوں کے علاوہ ان کا کوئی اور وارث نہ ہے۔ لہٰذا اس قطعہ میں سے رقبہ 7 مرلہ ہماری بہن محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ کے نام منتقل کر دیا جائے۔ اور بقایا رقبہ 7 مرلہ 28 مربع فٹ ہم سب بہن بھائیوں کے نام بمطابق حصص شرعی تقسیم کر دیا جائے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔

(1) مکرم حبیب اللہ صاحب (بھائی)
(2) مکرم حمید اللہ صاحب (بھائی)
(3) مکرم ظفر اللہ صاحب (بھائی)
(4) محترمہ سلیمہ بی بی صاحبہ (بہن)
(5) محترمہ حلیمہ بی بی صاحبہ (بہن)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

چندہ کے ذریعہ مرحوم والدین کی نیکی کو جاری رکھنا چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: سنن ابی داؤد سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنوسلمہ کا ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: کیا ماں باپ کے مرنے کے بعد مجھ پر کوئی چیز ہے کہ جس کے ذریعہ ان کے ساتھ کوئی نیکی کی جا سکے۔ فرمایا: ہاں ان کی بخشش کے لئے دعا کرنا' ان کے وعدوں کو پورا کرنا اور اس رشتہ داری کو ملانا جو ان کے ساتھ ہی ملائی جا سکتی ہے اور ان کے دوستوں سے عزت سے پیش آنا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب)

پس والدین کے حق میں جو دعائیں ہیں ان کے علاوہ یہ عملی تعلیم بھی ہے جس پر عمل بڑا ضروری ہے۔ والدین جو نیکی کیا کرتے تھے اور بیچ میں عمر کٹ گئی یعنی عمر منقطع ہو گئی اس نیکی کو اگر جاری رکھا جا سکتا ہو تو وہ نیکی ایسی ہے جو والدین کے درجات کو بلند کرنے کا موجب بنے گی۔

اس ضمن میں چندہ جات ہیں۔ بہت سے والدین باقاعدگی کے ساتھ چندہ دیتے ہیں اور وعدہ کر دیتے ہیں بڑے چندوں کے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ پورا کر سکیں ان کو موت آ جاتی ہے۔ تو ایسی صورت میں بچوں کا فرض ہے کہ اگر وہ حقیقت میں ماں باپ سے محبت کرتے ہیں اور ان کے مرنے کے بعد ان کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو خواہ باپ فوت ہو جائے اس خواہش کے ساتھ کہ میں یہ چندہ دوں گا یا ماں فوت ہو جائے' دونوں کے لئے بچوں کو اس نیکی کو جاری رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ نیکی پائی جاتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد کثرت سے ان کے چندوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ بچے چین نہیں لیتے جب تک ان کی اس نیک خواہش کو پورا نہ کر لیں خواہ کتنا ہی بوجھ اٹھانا پڑے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ نیکی بہت عام ہے۔ (الفضل 2 مئی 2000ء)

اس وقت تمام جماعتوں میں سیکرٹریان تحریک جدید وعدہ جات تحریک جدید حاصل کر رہے ہیں۔ ہم سب کو چاہئے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق بھرپور' اپنی حیثیت کے مطابق اور معیاری حصہ لیں اور ان وعدہ جات میں اپنے آباؤ اجداد کو (جو وفات پا چکے ہیں) ان کی طرف سے بھی حصہ لیں خاص طور پر دفتر اول میں حصہ لینے والے بزرگوں کے کھاتہ جات کا احیاء کریں اور قائم رکھیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

(ایڈیشنل وکیل المال اول تحریک جدید)

خبریں

ربوہ میں طلوع و غروب

سوموار	18-نومبر	زوال آفتاب	11-53 :
سوموار	18-نومبر	غروب آفتاب	5-11 :
منگل	19-نومبر	طلوع فجر	5-14 :
منگل	19-نومبر	طلوع آفتاب	6-38 :

1973ء کا آئین بحال صدر پاکستان اور چیف ایگزیکٹو نے صوبائی حکومتوں اور سینٹ سے متعلق چند شقوں کو چھوڑ کر 1973ء کا آئین بحال کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔

ایمل کاسی کو سزائے موت دے دی گئی سی آئی اے کے 2-اہلکاروں کو ہلاک کرنے کے جرم میں میر ایمل کاسی کو امریکی ریاست ورجینیا کی جیل میں زہر کا انجکشن لگا کر موت کی نیند سلا دیا گیا۔

صحت اور معیاری تعلیم کی سہولتیں گورنر پنجاب نے کہا ہے کہ عوام کو صحت اور معیاری تعلیم کی سہولتوں کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس نے اس مقصد کیلئے جتنے فنڈز خرچ کئے ہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

طالبان پر مظالم کی داستان افغانستان میں قید سے رہا ہو کر آنے والے پاکستانی منور اسلام نے صحافیوں کو بتایا کہ مجاہدین کو لوہے کی گرم سلاخوں سے داغا گیا۔ کابل کے قریب ایک کیمپ میں 130 پاکستانی' 25 عرب اور 20 امریکی مسلمان مجاہدین کو لوہے کے کنٹینروں میں بند کر دیا گیا ان کنٹینروں میں شدید گرمی

باقی صفحہ 8 پر

صدر جنرل مشرف اور اراکین اسمبلی نے حلف اٹھا لیا صدر مملکت جنرل مشرف نے ہفتہ کے روز اسلام آباد میں منعقد ہونے والی ایک تقریب میں صدر پاکستان کا حلف اٹھایا۔ یہ حلف 1973ء کے آئین کے تحت چیف جسٹس آف پاکستان نے صدر مشرف سے لیا۔ اس تقریب میں چاروں صوبوں کے گورنرز' وفاقی کابینہ کے وزراء مسلح افواج کے افسران' غیر ملکی سفراء اور کئی معززین شامل ہوئے۔ اراکین اسمبلی سے الٰہی بخش سومرو سابق سپیکر قومی اسمبلی نے حلف لیا۔ دونوں تقاریب ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر براہ راست نشر کی گئیں۔

پٹرول کی قیمت میں 3 روپے فی لیٹر کمی پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 8.6 فیصد تک کمی کر دی گئی ہے۔ پٹرول کی قیمت میں 3 روپے فی لیٹر' ہائی سپیڈ ڈیزل کی قیمت میں 60 پیسے' لائٹ سپیڈ ڈیزل ایک روپے 24 پیسے اور مٹی کے تیل کی قیمت میں 28 پیسے فی لیٹر کمی کی گئی ہے۔

بقیہ صفحہ 1

احمد صاحب امیر ضلع فیصل آباد نے پڑھائی-

مکرم عبدالوحید صاحب کے والدین بقید حیات ہیں اور آپ چار بھائی اور تین بہنیں ہیں- آپ نے ان کے علاوہ اپنی اہلیہ مکرمہ ثمرہ وحید صاحبہ اور تین کم سن بیٹیاں نجمہ وحید بعمر سات سال متعلمہ کلاس دوم' ماریہ وحید 4 سال اور مہک وحید 2 سال یادگار چھوڑی ہیں-

آپ کو نماز باجماعت اور جماعتی تقریبات سے خاص لگاؤ تھا- جماعتی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے- سیکرٹری اصلاح وارشاد اور ناظم عمومی کے طور پر خدمات بھی بجالا رہے تھے- خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے قربانی سے تین روز قبل عطیہ خون دینے کی بھی توفیق ملی تھی- والدین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو مستعد رکھا ہوا تھا- ایک مخلص اور فدائی احمدی نوجوان تھے- اور جماعت کے ساتھ والہانہ محبت تھی- آج کل والدین کی بیماری اور ان کی خدمت کی وجہ سے فارغ تھے قبل ازیں آپ آئل اور گارمنٹس کا پرائیویٹ کاروبار کرتے رہے ہیں- جنازہ میں شرکت کے لئے آپ کے بہن بھائی جرمنی سے بروقت پہنچ گئے تھے- اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے' اعلیٰ علیین میں داخل فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور قربانی ثمرات سے نوازے- آمین

مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب

مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب سیکرٹری امور عامہ شہر و ضلع رحیم یار خان و آرتھو پیڈک سرجن مورخہ 15 نومبر 2002ء بروز جمعۃ المبارک فجر کے وقت بعمر 48 سال راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے- مورخہ 9 نومبر 2002ء بروز ہفتہ دوپہر ایک بجے آپ اپنے کلینک "رشید ہسپتال" اپوا کلب روڈ رحیم یار خان میں موجود تھے کہ تین مسلح نقاب پوش آپ کے دفتر میں گھس آئے اور آپ پر فائر کر دیا جو آپ کی ٹھوڑی پر لگا جس کی وجہ سے گردن کے تین مہرے اور حرام مغز بری طرح متاثر ہو گئے- آپ کو فوری طور پر شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان لے جایا گیا- شدید زخمی ہونے کے باوجود آپ ہوش میں تھے- پہلے دن آپ نے باتیں بھی کیں لیکن زخم شدید ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ غنودگی اور بیہوشی غالب آتی گئی اور سات دن تک موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد جماعت احمدیہ کا یہ فدائی خادم خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو گیا-

مورخہ 15 اور 16 نومبر 2002ء کی درمیانی شب آپ کی میت دار الضیافت ربوہ لائی گئی اور مورخہ 16 نومبر کو بعد نماز فجر بیت مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی- اس موقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی- عام قبرستان میں تدفین کے بعد بھی محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی-

مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب 1954ء میں پیدا ہوئے- آپ کے والد صاحب کا نام مکرم بشیر احمد صراف صاحب ہے- آپ نے 1978ء میں قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور سے ایم بی بی ایس پاس کیا- آپ دور طالب علمی سے ہی مخلص' فدائی' محنتی اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے- جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے- آپ ایک عرصہ سے جماعت احمدیہ رحیم یار خان میں سیکرٹری امور عامہ ضلع و شہر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے- اس دوران آپ کو جماعت کے لئے بہت سے اہم امور انجام دینے کی توفیق حاصل ہوئی-

لواحقین میں آپ کی بیوہ مکرمہ ترنم رشید صاحبہ بنت مکرم محمد اسلم نعیم صاحب مرحوم زرگر آف لاہور اور چار بیٹے بلال احمد 11 سال' بختار احمد 8 سال' عمر احمد 6 سال اور ولید احمد بعمر ایک سال شامل ہیں- ان کے علاوہ آپ کے 7 بھائی اور ایک بہن ہیں- رحیم یار خان میں آپ کا معروف اور ماہر آرتھو پیڈک سرجنز میں شمار ہوتا تھا آپ نے ویانا یونیورسٹی آسٹریا سے آرتھو پیڈک ڈپلومہ بھی حاصل کیا تھا-

ادارہ الفضل دونوں شہداء کی قربانی پر ان کے اہل خانہ' بچوں' بہن بھائیوں اور جماعت احمدیہ سے دلی افسوس کا اظہار کرتا ہے- اللہ تعالیٰ دونوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے- ان کی قربانی کو قبول کرتے ہوئے مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے- آمین

بقیہ صفحہ 7

بھوک اور شدید پیاس سے ہمارے سامنے ہی کئی لوگوں نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی- اسامہ بن لادن اور ملا عمر کے متعلق پوچھ گچھ کے دوران بے تحاشا تشدد اور اذیت دی جاتی تھی- اور مجاہدین کو تپتی دھوپ میں لوہے کے کھمبوں کے ساتھ باندھ کر ان پر سخت تشدد کیا جاتا-

فلسطینی یونیورسٹی تباہ نابلوس میں اسرائیلی فوجیوں نے ایک فلسطینی یونیورسٹی اور پانچ سکولوں کی عمارتوں کو تباہ کر دیا اور 21 طلباء کو گرفتار کر لیا- اسرائیلی فوج نے کئی دنوں سے نابلوس کو گھیرے میں لے رکھا ہے- غزہ اور مغربی کنارے کے علاقوں میں اسرائیل کی تازہ پرتشدد کارروائیوں میں مزید دو فلسطینی جاں بحق ہو گئے-

پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں

	پرانی قیمت	نئی قیمت
پٹرول	35.21	32.18
ایچ او بی سی	39.70	36.65
مٹی کا تیل	19:23	18.95
ہائی سپیڈ ڈیزل	21.98	21.38
لائٹ ڈیزل	17.87	16.69
جے پی 4	13.49	12.83
جے پی 8	17.07	16.02

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل 61